جس کے پاس ہے اسے دیا جائے گا اور اس کے پاس زیادہ ہو جائے گا اور جس کے پاس نہیں اس سے وہ بھی لے لیا جائے گا جو اس کے پاس ہے۔

انجیل مقدّس کی خوبیاں

وقت اسی طرح گزرتا رہا کہ ایک دن میرے ایک دوست نے مجھے الحاد کے حق اور ادیان کے باطل ہونے پر دلائل دینا شروع کر دیئے۔ میرا وہ دوست علمی اور عقلی لحاظ سے بہت تیز تھا۔ وہ دلائل دیتا رہا اور میں خاموشی سے سنتا رہا۔ جب وہ اپنی بات مکمل کر کے خاموش ہو گیا اور جواب کے لیے میری طرف دیکھنے لگا تو میں نے اس کے تمام دلائل کو ایک طرف رکھتے ہوئے اس سے سوال کیا کہ کیا آپ نے انجیل پڑھی ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں! میں نے پڑھی ہے۔ میں نے اس سے دوسرا سوال کیا کہ آپ کی عقل کیا کہتی ہے کہ انجیل جیسا کلام کوئی انسان تصنیف کر سکتا ہے یا ایسے کلام کو صرف اللہ تعالیٰ ہی تخلیق کر سکتا ہے؟ میرا یہ سوال سن کر وہ کچھ سیکنڈ کے خاموش ہو گیا، پھر اس نے ایک گہرا سانس لینے کے بعد کہا: نہیں ایسے کلام کو کوئی بھی انسان تصنیف نہیں کر سکتا۔ یہ کلام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ اس طرح اس نے انجیل مقدس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہونے کا اقرار کر لیا۔

صرف 30 صفحات کی مختصر تحریر

تالیف

ندیم اسلم

اس کتاب کو پڑھنے کے لیے درج ذیل نیٹ ایڈریس پر جائیں:

____


بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

مقدمہ

اگر کوئی غیر مسلم دین اسلام کی تعریف میں کوئی کتاب لکھے تو وہ ہر مسلمان کو لازمی پڑھنی چاہیے، کیونکہ اس کتاب میں جو دلائل ہوں گے وہ اس سے پہلے کسی مسلمان عالم نے بیان نہ کیے ہوں گے۔ اس غیر مسلم مصنف کا انداز تحریر اور علمی زاویہ تمام مسلم علما سے منفرد ہو گا۔ اسی طرح اگر کوئی غیر عیسائی دین عیسائی یا انجیل کی تعریف بیان کرے یا کتابی شکل میں تحریر کرے تو تمام عیسائیوں کو لازمی پڑھنی چاہیے، کیونکہ اس کا اندازِ تحریر، علمی زاویہ اور دلائل تمام عیسائی مصنفین سے منفرد ہو گا۔ ایسی تحریروں کے پڑھنے کا لازمی رزلٹ یہ نکلے گا کہ ایک عام قاری کے پاس ایسے علمی دلائل ہوں گے جو کہ ان کے بڑے بڑے علما کے پاس بھی نہ ہوں گے۔ یہ بات میں اس لیے تحریر کر رہا ہوں کہ میں خود یہ کام کرتا ہوں۔ دین اور مسلک کی بحث میں الجھے بغیر میں ہر وہ کتاب پڑھتا ہوں کہ جس کا عنوان مجھے اچھا لگے اور میں زیادہ شوق سے وہ کتابیں پڑھتا ہوں جو میرے دین کے خلاف یا الحاد کے حق میں لکھی گئی ہوں اور ہمیشہ مجھے ان کتابوں کے پڑھنے کا فائدہ ہی ہوا ہے۔ لہٰذا اگر اس کتاب کو کوئی شخص اپنے مخالف بھی سمجھے تو بھی اسے مکمل پڑھنی چاہیے۔

ہمارے اندر پیدا ہونے والی خواہشات کس وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اور ان کا سٹارٹنگ پوائنٹ کون سا ہے؟

یہ ایک عام سا سوال تھا جو میرے ذہن میں پیدا ہوا اور اس کا جواب بھی عام اور سادہ تھا یعنی ہمارا ماحول، طبیعت ضرورت اور سوچ وفکر ہمارے اندر خواہش پیدا کرتی ہیں اور ان کا سٹارٹنگ پوائنٹ بعض چیزوں کا ہمارے جینز ہوتے ہیں جو کہ ہمیں والدین سے ملتے ہیں جب کہ بعض چیزوں کا سٹارٹنگ پوائنٹ ہمارا دماغ ہوتا ہے اور ہماری تمام خواہشات کے سٹارٹنگ پوائنٹ یہی دو چیزیں ہیں۔ البتہ مذہب ایک واحد ایسی چیز ہے کہ اس کا سٹارٹنگ پوائنٹ یہ دونوں ہی نہیں۔ مذہب کا سٹارٹنگ پوائنٹ کون سا ہے؟ یہ میرے لیے ایک دلچسپ سوال تھا۔ جب میں نے اس پر غور کیا تو اس کے دو جواب تھے۔

ایک یہ کہ عام طور پر لوگ اس مذہب کو اختیار کرتے ہیں جس گھر میں وہ پیدا ہوں اور چند ایک پر معاشرہ یا ماحول بھی اثر انداز ہو جاتا ہے اور دوسری قسم ان لوگوں پر مشتمل ہے جو مذہب کو تحقیق کر کے انتخاب کرتے ہیں اور اس معاملے میں علم، عقل اور دلائل وغیرہ کو بنیاد بناتے ہیں۔ اس طرح مذہب کے حوالے سے ان کے سٹارٹنگ پوائنٹ یہی دو چیزیں ہوتی ہیں اور ان میں فیصلے کے لحاظ سے دوسری قسم کے لوگ ہی درست ہوتے ہیں۔

اب میں قارئین کے لیے اس کتاب کے متعلق کچھ ضروری باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں تا کہ قارئین کے لیے کتاب سمجھنے میں آسانی پیدا ہو جائے:

① اس کتاب میں اگر آپ کو کسی انجیل کی آیت یا تماثیل کی سمجھ نہ آئے تو اس کے لیے آپ کو انجیل کا مطالعہ کرنا پڑے گا اور اگر پھر بھی سمجھ نہ آئے تو پھر انجیل کے کسی عالم سے پوچھنا ہو گا۔ لیکن یہ معاملہ تو کسی شاذ شاذ آیت کے ساتھ ہی ہو گا زیادہ تر آیات اور تماثیل کو آپ خود ہی آسانی سے سمجھ لیں گے۔

② انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے درج ذیل الفاظ استعمال کیے گئے:

۱۔ عیسیٰ ۲۔خداوند ۳۔ بیٹا

۴۔ یسوع ۵۔ مسیح ٦۔ ابن آدم

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے خداوند اور باپ جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لیے یوحنا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے پھر یوحنا بھی دو ہیں: ایک حضرت یحییٰ علیہ السلام اور دوسرا انجیل لکھنے والا یوحنا۔ جہاں تک انجیل مقدس کی تماثیل کے سمجھنے کی بات ہے تو اس کے لیے میں نے ایک تمثیل کی تشریح قارئین کے لیے بیان کر دی ہے۔ قارئین اس تشریح کو اپنے ذہن میں رکھتے ہوئے باقی کی تماثیلوں پر غور کریں نیز باطنی اور اُخروی زندگی کو اپنے سامنے رکھیں۔

③ اناجیل اربعہ میں جہاں کہیں بھی کسی نبی کا نام آتا ہے تو اس کے ساتھ عزت والے حروف کا استعمال نہیں ہوا، لیکن میں نے اس کتاب میں جہاں بھی کسی نبی کا ذکر کیا ہے وہاں عزت والے حروف کا اضافہ کر دیا ہے۔

یہ کتاب لکھنے کا میرا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمان انجیل کا اور عیسائی قرآن کا مطالعہ کریں اور دین کو تحقیق سے انتخاب کریں۔ تحقیق کرنے سے نہ صرف علم میں اضافہ ہوگا، بلکہ ایمان میں مضبوطی بھی آئے گی اور نفرتوں میں کمی بھی واقع ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین



انجیل مقدّس کی چند آیات وتماثیل

انجیل مقدّس کو پڑھنے میں بہت مزہ آتا ہے۔ اگر کوئی شخص انجیل سے مکمل طور پر لطف اندوز ہونا چاہے تو اسے چاروں اناجیل مکمل طور پر انتہائی غور وتدبر سے پڑھنا ہوں گیں۔ میں اس کتاب میں اناجیل کی جو چند آیات پیش کر رہا ہوں ان سے قارئین کو صرف تیس فیصد لذت ہی ملے گی اور یہ میں اس لیے لکھ رہا ہوں تاکہ عام آدمی انجیل کی طرف کچھ رغبت اختیار کرے نیز اناجیل کی ان آیات وتماثیل سے فکرِ آخرت، خاص علم اور پڑھنے کی لذت حاصل کرے۔

① یسوع علیہ السلام نے ایک تمثیل بیان کی: ایک بونے والا بیج بونے نکلا اور بوتے وقت کچھ دانے راہ کے کنارے گرے اور پرندوں نے آ کر انھیں چُگ لیا اور کچھ پتھریلی زمین پر گرے جہاں انھیں بہت مٹی نہ ملی اور گہری مٹی نہ ملنے کی وجہ سے جلد اُگ آئے اور جب سورج نکلا تو جل گئے اور جڑ نہ ہونے کے سبب سے سوکھ گئے اور کچھ جھاڑیوں میں گرے اور جھاڑیوں نے بڑھ انھیں دبا لیا اور کچھ اچھی زمین میں گرے اور پھل لائے، کچھ سو گنا، کچھ ساٹھ گنا، کچھ تیس گنا۔ جس کے کان ہوں وہ سن لے۔

شاگردوں نے پاس آ کر اس سے (یعنی یسوع علیہ السلام سے) کہا تو ان سے تمثیلوں میں کیوں باتیں کرتا ہے۔ اس نے جواب میں ان سے کہا: اس لیے کہ تم کو آسمان کی بادشاہی کے بھیدوں کی سمجھ دی گئی ہے مگر ان کو نہیں دی گئی، کیونکہ جس کے پاس ہے

اسے دیا جائے گا اور اس کے پاس زیادہ ہو جائے گا اور جس کے پاس نہیں اس سے وہ بھی لے لیا جائے گا جو اس کے پاس ہے۔ (متی باب: 13، آیت: 13 - 4)

اب میں قارئین کے لیے اس تمثیل کی تشریح بیان کروں گا تا کہ قارئین کا ذہن اناجیل کی تماثیل سمجھنے کے قابل ہو جائے، کیونکہ اس کے بعد کسی بھی تمثیل کی تشریح بیان نہیں کی جائے گی۔

تشریح: پس بونے والے کی تمثیل سنو:

جب کوئی بادشاہی کا کلام سنتا ہے اور سمجھتا نہیں تو جو اس کے دل میں بویا گیا تھا اسے وہ شریر آ کر چھین لے جاتا ہے۔ یہ وہ دانے ہیں جو راستے پر گرے۔ پتھریلی زمین پر گرے ہوئے دانے وہ لوگ ہیں جو کلام کو سنتے ہی اسے خوش سے قبول کر لیتے ہیں لیکن وہ جڑ نہیں پکڑتے اور اس لیے زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتے۔ جونہی وہ کلام پر ایمان لانے کے باعث کسی مصیبت یا ایذا رسانی سے دوچار ہو جائیں تو وہ منحرف ہو جاتے ہیں۔ خود رَو کانٹے دار پودوں کے درمیان گرے ہوئے دانے وہ لوگ ہیں جو کلام کو سنتے تو ہیں لیکن پھر روز مرہ کی پریشانیوں اور دولت کا فریب کلام کو پھلنے پھولنے نہیں دیتا۔ نتیجے میں وہ پھل لانے تک نہیں پہنچتے۔ اس کے مقابلے میں زرخیز زمین میں گرے دانے وہ لوگ ہیں جو کلام کو سن کر اسے سمجھ لیتے ہیں اور بڑھتے بڑھتے تیس گنا، ساٹھ گنا بلکہ سو گنا تک پھل لاتے ہیں۔ (متی باب: 13، آیت: 23 - 18)

اب میں یہاں مکس موضوعات پر اناجیل کی چند آیات و تماثیل پیش کروں گا۔ قارئین ان آیات و تماثیل کو سمجھنے کے لیے اُخروی زندگی کو سامنے رکھیں، نیز پیچھے بیان کی جانے والی تمثیل کی تشریح بھی اپنے ذہن میں رکھیں۔

② یسوع نے فرمایا: میرے عزیز! ان سے مت ڈرنا جو صرف جسم کو قتل کرتے ہیں

اور مزید نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ میں تمھیں بتاتا ہوں کہ کس سے ڈرنا ہے۔ اللہ سے ڈرو، جو تمھیں ہلاک کرنے کے بعد جہنم میں پھینکنے کا اختیار بھی رکھتا ہے۔ جی ہاں! اسی سے خوف کھاؤ۔ (لوقا باب: 12 , آیت: 4,5)

③ یسوع نے ایک اور تمثیل ان کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہی اس آدمی کی مانند ہے جس نے اپنے کھیت میں اچھا بیج بویا۔ مگر لوگوں کے سوتے میں اس کا دشمن آیات اور گیہوں میں کڑوے دانے بھی بو گیا۔ پس جب پتیاں نکلیں اور بالیں آئیں تو وہ کڑوے دانے بھی دکھائی دینے لگے۔ نوکروں نے آ کر گھر کے مالک سے کہا: اے خداوند! کیا تو نے اپنے کھیت میں اچھا بیج نہیں بویا تھا؟ اس میں کڑوے دانے کہاں سے آ گئے؟ اس نے ان سے کہا: یہ کسی دشمن کا کام ہے۔ نوکروں نے اس سے کہا: تو کیا چاہتا ہے کہ ہم جا کر ان کو جمع کریں؟ اس نے کہا نہیں ایسا نہ ہو کہ کڑوے دانے جمع کرنے میں تم ان کے ساتھ گیہوں بھی اکھاڑ لو۔ کٹائی تک دونوں کو اکٹھا بڑھنے دو اور کٹائی کے وقت میں کاٹنے والوں سے کہہ دوں گا کہ پہلے کڑوے دانے جمع کر لو اور جلانے کے لیے ان کے گٹھے باندھ لو اور گیہوں میرے کتھے میں جمع کر دو۔ (متی باب: 13، آیت: 30 - 24)

④ یسوع نے فرمایا: جو نوکر اپنے مالک کی مرضی کو جانتا ہے لیکن اس کے لیے تیاری نہیں کرتا نہ اسے پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس کی خوب پٹائی کی جائے گی۔ اس کے مقابلے میں وہ جو مالک کی مرضی کو نہیں جانتا اس کی کم پٹائی کی جائے گی۔ کیونکہ جسے بہت دیا گیا ہو اس سے بہت طلب کیا جائے گا اور جس کے سپرد بہت کچھ کیا گیا ہو اس سے کہیں زیادہ مانگا جائے گا۔ (لوقا باب: 12، آیت: 47,48)

⑤ یسوع علیہ السلام نے فرمایا: جو تھوڑے میں وفا دار ہے وہ زیادہ میں بھی وفادار ہوگا اور جو تھوڑے میں بے ایمان ہے وہ زیادہ میں بھی بے ایمانی کرے گا۔ (لوقا باب: 16, آیت: 10)

⑥ یسوع علیہ السلام نے فرمایا: کوئی بھی غلام دو مالکوں کی خدمت نہیں کرسکتا یا تو ایک سے نفرت کر کے دوسرے سے محبت رکھے گا یا ایک سے لپٹ کر دوسرے کو حقیر جانے گا۔تم ایک ہی وقت میں اللہ اور دولت کی خدمت نہیں کر سکتے۔ (لوقا باب: 16, آیت: 13)

⑦ یسوع علیہ السلام نے فرمایا: اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کرو جہاں کیڑا اور زنگ خراب کرتا ہے اور جہاں چور نقب لگاتے ہیں اور چراتے ہیں، بلکہ اپنے لیے آسمان پر مال جمع کرو جہاں نہ کیڑا خراب کرتا ہے نہ زنگ اور نہ وہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں۔ کیونکہ جہاں تیرا مال ہے وہیں تیرا دل بھی لگا رہے گا۔ (متی باب: 6، آیت: 21 - 19)

⑧ یوحنا بول اٹھا: استاد ہم نے کسی کو دیکھا جو آپ کا نام لے کر بد روحیں نکال رہا تھا۔ ہم نے اسے منع کیا، کیونکہ وہ ہمارے ساتھ مل کر آپ کی پیروی نہیں کرتا تھا۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اسے منع نہ کرنا کیونکہ جو تمھارے خلاف نہیں وہ تمھارے حق میں ہے۔ (لوقا باب: 9, آیت: 49,50)

⑨ یسوع علیہ السلام نے فرمایا: جو چیز منہ میں جاتی ہے وہ آدمی کو ناپاک نہیں کرتی مگر جو منہ سے نکلتی ہے وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہے۔ (متی باب: 15، آیت: 12)

⑩ یسوع علیہ السلام: نے جواب میں ان سے کہا کہ وہ وقت آ گیا ہے کہ ابن آدم جلال پائے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک گیہوں کا دانہ زمین میں گر کر مر نہیں جاتا اکیلا رہتا ہے لیکن جب مر جاتا ہے تو بہت سا پھل لاتا ہے۔ جو اپنی جان کو عزیز

رکھتا ہے وہ اسے کھو دیتا ہے اور جو دنیا میں اپنی جان سے عداوت رکھتا ہے وہ اسے ہمیشہ کی زندگی کے لیے محفوظ رکھے گا۔ (یوحنا باب: 12، آیت: 26 - 24)

⑪ یسوع علیہ السلام نے فرمایا: لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابن آدم کے لیے (دنیا میں) سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں۔ ایک اور شاگرد نے کہا: اے خداوند! مجھے اجازت دے کہ پہلے جا کر اپنے باپ کو دفن کر لوں۔ یسوع علیہ السلام نے کہا: تو میرے پیچھے چل اور مردوں کو اپنے مُردے دفن کرنے دے۔ (متی باب: 8، آیت: 22 - 20)

⑫ ایک اور آدمی نے معذرت چاہی: خداوند میں ضرور آپ کے پیچھے ہولوں گا لیکن پہلے مجھے اپنے گھر والوں کو خیر باد کہنے دیں۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا جو بھی ہل چلاتے ہوئے پیچھے کی طرف دیکھے وہ اللہ کی بادشاہی کے لائق نہیں۔ (لوقا باب: 9، آیت: 61,62)

ریا کاری کی مذمت:

① شریعت کے علماء سے خبردار کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: شریعت کے علماء سے خبردار رہو، کیونکہ وہ شاندار چوغے پہن کر ادھر ادھر پھرنا پسند کرتے ہیں۔ جب لوگ بازاروں میں سلام کر کے ان کی عزت کرتے ہیں تو پھر وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ ان کی بس ایک ہی خواہش ہوتی ہے کہ عبادت خانوں اور ضیافتوں میں عزت کی کرسیوں پر بیٹھ جائیں۔ یہ لوگ بیواؤں کے گھر ہڑپ کر جاتے ہیں اور ساتھ ساتھ دکھاوے کے لیے لمبی لمبی دعائیں مانگتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو نہایت سخت سزا ملے گا۔ (لوقا باب: 20، آیت: 47 - 45)

② ایک اور جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: جو اپنے آپ کو سرفراز کرے گا اسے پست کیا جائے گا اور جو اپنے آپ کو پست کرے گا اسے سرفراز کیا جائے گا۔

③ یسوع علیہ السلام نے فرمایا: شریعت کے عالمو اور فریسیو تم پر افسوس ریاکارو! گو تم بڑی احتیاط سے پودینے، جوائن اور زیرے کا دسواں حصہ ہدیے کے لیے مخصوص کرتے ہو لیکن شریعت کی زیادہ اہم باتوں یعنی انصاف، رحم اور ایمان کو چھوڑ دیتے ہو۔ لازم تھا کہ یہ بھی کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے۔ اے اندھے راہ بتانے والو! جو تم مچھر کو تو چھانتے ہو اور اونٹ کو نگل جاتے ہو۔ (متی باب: 23، آیت: 24)

④ اے ریاکار شریعت کے عالمو اور فریسیو! تم پر افسوس کہ تم سفیدی پھری ہوئی ان قبروں کی مانند ہو جو اوپر سے تو خوبصورت دکھائی دیتی ہیں مگر اندر سے مُردوں کی ہڈیوں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہیں۔ اسی طرح تم بھی ظاہر میں تو لوگوں کو راست باز دکھائی دیتے ہو مگر تمھارے باطن ریاکاری اور بے دینی سے بھرے ہیں۔ (متی باب: 23، آیت: 26)

⑤ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:) اے ریاکار فقیہو اور فریسیو! تم پر افسوس کہ ایک مرید کرنے کے لیے تری اور خشکی کا دورہ کرتے ہوئے اور جب وہ مرید ہو جاتا ہے تو اسے اپنے سے دوگنا جہنم کا فرزند بنا دیتے ہو۔ (متی باب: 23، آیت: 15)

⑥ یسوع علیہ السلام نے کہا: میں دنیا میں عدالت کے لیے آیا ہوں، تاکہ جو نہیں دیکھتے وہ دیکھیں اور جو دیکھتے ہیں وہ اندھے ہو جائیں۔ یہ باتیں سن کر وہاں موجود فریسیو نے کہا کہ کیا ہم بھی اندھے ہیں؟ یسوع نے ان سے کہا کہ اگر تم اندھے ہوتے تو گناہ گار نہ ٹھہرتے۔ لیکن اب چونکہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ ہم دیکھتے ہیں اس لیے تمھارا گناہ قائم رہتا ہے۔ (یوحنا، باب: 9، آیت 40,41)

⑦ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:) اور جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اداس نہ بناؤ، کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ ان کو روزہ دار جانیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنے اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو روزہ رکھے

تو اپنے سر پر تیل ڈال اور منہ دھو، تاکہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ پوشیدگی میں تجھے روزے دار جانے۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا۔ (متی باب: 6، آیت: 18 - 16)

عمل اور شفاعت کے متعلق:

اگر چہ شفاعت ہو گی مگر کسی قاعدہ و قانون کے مطابق ہو گی، جب کہ شیطان نے ہر نبی کے اکثر امتیوں کو اس دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے کہ کسی بھی عمل یا عبادت کی ضرورت نہیں شفاعت کی وجہ سے آخرت میں آپ کی کامیابی یقینی ہے۔ انجیل مقدس میں شفاعت اور عمل کے متعلق کیا لکھا ہے، ملاحظہ کریں۔

① (یسوع علیہ السلام نے فرمایا:) کیونکہ میں آسمان سے اس لیے نہیں اترا ہوں کہ اپنی مرضی کے موافق عمل کروں، بلکہ اس لیے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے موافق عمل کروں۔ (یوحنا باب: 6، آیت: 38)

② (یسوع علیہ السلام نے فرمایا:) جو مجھے اے خداوند! اے خداوند! کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہو گا مگر وہی جو میرے باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔ (متی باب: 7، آیت: 21)

③ یسوع علیہ السلام: نے کہا کہ تو کیا چاہتی ہے اس (عورت) نے کہا کہ میرے یہ دونوں بیٹے تیری بادشاہی میں تیری داہنی اور بائیں طرف بیٹھیں۔ یسوع نے جواب میں کہا۔ تم جانتے ہو کہ کیا مانگ رہے ہو؟ جو پیالہ میں پینے کو ہوں کیا تم پی سکتے ہو؟ انھوں نے کہا پی سکتے ہیں اس نے ان سے کہا میرا پیالہ تو تم پیو گے لیکن اپنے داہنے اور بائیں کسی کو بٹھانا میرا کام نہیں مگر جن کے لیے میرے باپ کی طرف سے تیار کیا گیا ہے ان ہی کے لیے ہے۔ (متی باب: 20، آیت: 23 - 21)

④ تم کیوں مجھے خداوند خداوند کہہ کر پکارتے ہو؟ میری بات پر تو تم عمل نہیں

کرتے۔ لیکن میں تم کو بتاتا ہوں کہ وہ شخص کس کی مانند ہے جو میرے پاس آ کر میری بات سن لیتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے۔ وہ اس آدمی کی مانند ہے جس نے اپنا مکان بنانے کے لیے گہری بنیاد کی کھدائی کروائی۔ کھود کھود کر وہ چٹان تک پہنچ گیا اس پر اس نے اپنے مکان کی بنیاد رکھی۔ مکان مکمل ہوا تو ایک دن سیلاب آیا۔ زور سے بہتا ہوا پانی مکان سے ٹکرایا لیکن وہ اسے ہلا نہ سکا، کیونکہ وہ مضبوطی سے بنایا گیا تھا۔ لیکن جو میری بات سنتا اور اس پر عمل نہیں کرتا۔ وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے اپنا مکان بنیاد کے بغیر زمین پر ہی تعمیر کیا جونہی زور سے بہتا ہوا پانی اس سے ٹکرایا تو وہ گر گیا اور سراسر تباہ ہو گیا۔ (لوقا باب: 6، آیت: 49 -46)

⑤ تنگ دروازے سے داخل ہو: کیونکہ وہ دروازہ چوڑا اور وہ راستہ کشادہ ہے جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے اور اس میں داخل ہونے والے بہت ہیں اور وہ دروازہ تنگ اور وہ راستہ سکڑا ہے جو زندگی کو پہنچاتا ہے اور اس کو پانے والے تھوڑے ہیں۔ (متی باب: 7، آیت: 13,14)

⑥ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی گئی آپ کی ماں اور بھائی باہر کھڑے ہیں اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اس نے جواب دیا میری ماں اور بھائی وہ ہیں جو اللہ کا کلام سن کر اس پر عمل کرتے ہیں۔ (لوقا باب: 8، آیت: 20)

⑦ اتنے میں کسی نے (یسوع علیہ السلام) سے پوچھا: خداوند کیا کم لوگوں کو نجات ملے گی؟

اس نے جواب دیا تنگ دروازے میں داخل ہونے کی سر توڑ کوشش کرو، کیونکہ میں تم کو بتاتا ہوں کہ بہت سے لوگ اندر جانے کی کوشش کریں گے لیکن بے فائدہ۔ ایک وقت آئے گا کہ گھر کا مالک اٹھ کر دروازہ بند کر دے گا۔ (لوقا باب: 13، آیت: 25 - 23)

⑧ عیسیٰ علیہ السلام ابھی بات کر ہی رہا تھا کہ ایک عورت نے اونچی آواز میں کہا: آپ کی ماں مبارک ہے جس نے آپ کو جنم دیا اور آپ کو دودھ پلایا۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام نے

جواب دیا: بات یہ نہیں۔ حقیقت میں وہ مبارک ہیں جو اللہ کا کلام سن کر اس پر عمل کرتے ہیں۔ (لوقا باب: 11، آیت: 27,28)

⑨ پھر (یسوع) نے ان سے کہا کہ خبردار رہو کہ کیا سنتے ہو: جس پیمانے سے تم ناپتے ہو اسی سے تمھارے لیے ناپا جائے گا اور تم کو زیادہ دیا جائے گا، کیونکہ جس کے پاس ہے اسے دیا جائے گا اور جس کے پاس کچھ نہیں اس سے وہ تھوڑا بہت بھی چھین لیا جائے جو اسے حاصل ہے۔ (مرقس باب: 4، آیت: 24,25)

⑩ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تم زمین پر باندھو گے وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے وہ آسمان پر کھلے گا۔ (متی باب: 18، آیت: 19)

⑪ (یسوع علیہ السلام نے فرمایا:) جس کے پاس میرے حکم ہیں اور وہ ان پر عمل کرتا ہے وہی مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ (یوحنا باب: 14، آیت: 21)



انجیل مقدس اور مسلمانوں کے شبہات

اس عنوان میں میری یہ کوشش ہو گی کہ مسلمانوں کے تمام دلائل درج کروں اور یہ کام میں اس مقصد کے لیے کر رہا ہوں کہ اگر کوئی مسلمان یا کوئی عیسائی دین پر تحقیق کرنا چاہے تو اس کے لیے آسانی پیدا ہو جائے۔ البتہ یہ بات میرے علم اور تجربے میں آئی ہے کہ ہر شخص اپنے دین اور اپنے عقائد ہی کو ترجیح دیتا ہے اور تحقیق سے گھبراتا ہے سوائے اس کے کہ جو عقل مند ہو اور آخرت کے حساب و کتاب سے ڈرنے والا ہو۔

مسلمان علماء انجیل کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھی مگر اس میں رد و بدل ہو چکا ہے اور اس رد و بدل کے باوجود اب بھی انجیل میں بعض ایسی آیات موجود ہیں کہ جس سے ہمارے نبی کے نبی ہونے کے دلائل ملتے ہیں۔ اس معاملے میں وہ اپنے دلائل کو ایک خاص ترتیب سے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ سب سے پہلے وہ انجیل کی ان آیات کو اپنی دلیل میں پیش کرتے ہیں:

① (یوحنا:) نے اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ انھوں نے اس سے پوچھا پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ (الیاس علیہ السلام) ہے؟ اس نے کہا: نہیں ہوں۔ (پھر انھوں نے پوچھا) کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ (یوحنا باب: 1، آیت: 22-20)

مسلمان علماء ان آیات کے آخر میں موجود الفاظ: ''کیا تو وہ نبی ہے'' سے اپنا نبی مراد لیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ یہ آیات پیش کرتے ہیں۔

۲ (یسوع کے شاگرد یسوع سے مخاطب ہوئے:) انھوں نے اس سے پوچھا کہ شریعت کے علما کیوں کہتے ہیں کہ مسیح کی آمد سے پہلے الیاس کا آنا ضروری ہے۔عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا الیاس تو ضرور پہلے سب کچھ بحال کرنے کے لیے آئے گا۔لیکن کلام مقدس میں ابن آدم کے بارے میں یہ کیوں لکھا ہے کہ اسے بہت دکھ اٹھانا ہے اور حقیر سمجھا جانا ہے لیکن میں تم کو بتاتا ہوں الیاس تو آچکا ہے اور انھوں نے اس کے ساتھ جو چاہا کیا۔ یہ بھی کلام مقدس کے مطابق ہی ہوا۔ (مرقس باب: 9، آیت: 13 - 11)

ان آیات سے مسلمان علما یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ ایلیاہ (الیاس) مسیح سے پہلے گزر چکا ہے اور یہ خبر دینے والا خود مسیح ہے جب کہ پیچھے بیان کی گئی آیات میں وہ نبی سے مراد ہماری آخری نبی ہے۔ اس کے بعد مسلمان اپنی دلیل میں یہ آیات پیش کرتے ہیں۔

۳ (عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:) لیکن میں تم کو سچ بتاتا ہوں کہ تمھارے لیے فائدے مند ہے کہ میں جا رہا ہوں۔ اگر میں نہ جاؤں تو مددگار تمھارے پاس نہیں آئے گا۔ لیکن اگر میں جاؤں گا تو اسے تمھارے پاس بھیج دوں گا اور جب وہ آئے گا تو گناہ، راست بازی اور عدالت کے بارے میں دنیا کی غلطی کو بے نقاب کر کے یہ ظاہر کرے گا۔ گناہ کے بارے میں یہ کہ لوگ مجھ پر ایمان نہیں رکھتے۔ راست بازی کے بارے میں یہ کہ میں باپ کے پاس جا رہا ہوں اور تم مجھے اب سے نہیں دیکھو گے اور عدالت کے بارے میں یہ کہ اس دنیا کے حکمران کی عدالت ہو چکی ہے۔ مجھے تم کو مزید بہت کچھ بتانا ہے لیکن اس وقت تم اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ جب سچائی کا روح آئے گا تو وہ پوری سچائی کی طرف تمھاری راہنمائی کرے گا۔ وہ اپنی مرضی سے بات نہیں کرے گا بلکہ صرف وہی کچھ وہ

کہے گا جو وہ خود سنے گا۔ وہی تم کو مستقبل کے بارے میں بھی بتائے گا اور وہ اس میں مجھے جلال دے گا کہ وہ تم کو وہی کچھ سنائے گا جو اسے مجھ سے ملا ہو گا۔ جو کچھ بھی باپ کا ہے وہ میرا ہے اس لیے میں نے کہا: روح تم کو وہی کچھ سنائے گا جو اسے مجھ سے ملا ہو گا۔ (یوحنا باب: 16، آیت: 15 - 8)

۴ (یسوع نے فرمایا:) لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمھارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو کیونکہ شروع سے میرے ساتھ رہے ہو۔ (یوحنا باب: 15، آیت: 26,27)

۵ (عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:) اب میں تم سے زیادہ باتیں نہیں کروں گا، کیونکہ اس دنیا کا حکمران آ رہا ہے۔ اسے مجھ پر کوئی قابو نہیں ہے، لیکن دنیا یہ جان لے کہ میں باپ کو پیار کرتا ہوں اور وہی کچھ کرتا ہوں جس کا حکم وہ مجھے دیتا ہے۔ (یوحنا باب: 14، آیت: 30,31)

ان آیات کو مسلمان علما اپنے نبی کے دلائل میں پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں پھر وہ اسی موضوع پر ایک اور رخ سے دلائل پیش کرتے ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

ا۔ (یسوع نے فرمایا:) جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمھارے پاس بھیڑوں کی شکل میں آتے ہیں مگر باطن میں وہ پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں۔ تم ان کو ان کے پھلوں سے پہچان لو گے۔ کیا خار دار جھاڑیوں سے انگور توڑے جاتے ہیں۔ یا اونٹ کٹاروں سے انجیر؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور خراب درخت خراب پھل۔ نہ اچھا درخت خراب پھل لا سکتا ہے اور نہ خراب درخت اچھا پھل۔ جو بھی درخت اچھا پھل نہیں لاتا اسے کاٹ کر آگ میں

جھونکا جاتا ہے۔ تو تم ان کا پھل دیکھ کر انھیں پہچان لو گے۔ (متی باب: 7، آیت: 20 - 15)

ان آیات سے مسلمان علماء یہ رزلٹ نکالتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی نبیوں کی آمد بند نہیں ہوئی بلکہ ان کی نشانی کے طور پر یہ بات بیان کی گئی ہے کہ تم ان کے پھل دیکھ کر انھیں پہچان لو گے۔

۲۔ (یسوع علیہ السلام نے اپنے بارے میں شاگردوں سے کہا:) غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔ اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہی قریب آ گئی ہے۔ (متی باب: 10، آیت: 8 - 6)

۳۔ اور دیکھو ایک کنعانی عورت اس سرحدوں سے نکلی اور پکار کر کہنے لگی: اے خداوند ابن داود مجھ پر رحم کر۔ ایک بد روح میری بیٹی کو بہت ستاتی ہے۔ مگر (یسوع) نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور اس کے شاگردوں نے (یسوع) کے پاس آ کر یہ عرض کی کہ اس عورت کو رخصت کر دو، کیونکہ یہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے۔ (یسوع) نے اس (عورت) کو جواب دیا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ مگر اس (عورت) نے آ کر اسے سجدہ کیا اور کہا اے خداوند میری مدد کر۔ (یسوع) نے جواب میں کہا لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں۔ اس عورت نے جواب دیا: ''جی خداوند'' لیکن کتے بھی ان ٹکڑوں میں سے کھاتے ہیں جو ان کے مالکوں کی میز سے گرتے ہیں۔ اس پر یسوع نے اس سے کہا: اے عورت! تیرا ایمان بہت بڑا ہے۔ جیسا تو چاہتی ہے تیرے لیے ویسا ہی ہوا اور اس کی بیٹی نے اسی گھڑی شفا پائی۔ (متی باب: 15، آیت: 28 - 22)

ان آیات سے مسلمان علماء یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف ایک قوم بنی اسرائیل کے لیے آئے تھے اگر وہ اللہ کے بیٹے یا آخری پیغمبر ہوتے تو اپنی شریعت لے کر آتے اور پوری دنیا کے انسانوں کے لیے آتے۔ اس کے بعد مسلمان علماء دین عیسائی اور دین اسلام کا اس طرح کمپیریزن کرتے ہیں:

① وہ کہتے ہیں کہ ہمارا نبی اللہ تعالیٰ کا آخری پیغمبر ہے، کیونکہ وہ دنیا کے تمام انسانوں کے لیے آیا ہے اور اسی وجہ سے اس کے آنے کی پیشین گوئیاں انجیل سمیت دنیا کے تمام بڑے مذاہب کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اس کے برعکس حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف قوم بنی اسرائیل کے لیے آئے پھر وہ کیسے اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہو سکتے ہیں۔

② جب بھی الہامی کتابوں میں کمی بیشی واقع ہو جائے تو نئے نبی کو نئی کتاب کے ذریعے آنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ انجیل سمیت تمام مذاہب کی کتابوں میں کمی بیشی ہو چکی ہے۔ اس وجہ سے ایک نئے نبی اور نئی کتاب کی لازمی ضرورت تھی جو کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید نے پوری کر دی۔

③ مسلمان کہتے ہیں کہ انجیل کے چار ورین ہیں اور چاروں کی عبارت میں بہت سا فرق ہے اور یہ فرق اتنا نمایاں ہے کہ ایک عام قاری بھی اسے آسانی سے محسوس کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس ہمارے قرآن کا پوری دنیا میں ایک ہی ورین ہے۔ اپنی نازل ہونے والی اصل زبان میں ہے، پورے قرآن میں ایک بھی لفظ کی کمی یا زیادتی نہیں، ایک بھی لفظ کی ترتیب میں فرق نہیں اور اس قرآن کے محفوظ ہونے کا اقرار تمام مذاہب کے تمام عالم کرتے ہیں۔

④ مسلمان علماء کہتے ہیں کہ اس وقت توحید نہ تو عیسائیوں میں ہے، نہ انجیل میں اور نہ کسی اور مذہب میں۔ جب کہ قرآن توحید کی چوٹی ہے اور یہ اس وقت صرف

دین اسلام ہی کے پاس ہے نیز وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث ہماری سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا، کیونکہ یہ توحید کی متضاد چیز ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر نبی کو پہلے نمبر پر توحید قائم کرنے کے لیے ہی بھیجا ہے۔

یہ ہیں مسلمانوں کے دلائل اگر کوئی انجیل برنباس کے حوالے سے مسلمانوں کے دلائل کا مطالعہ کرنا چاہےتو وہ مولانا مودودی کی تفسیر تفہیم القرآن سورۃ الصّف، آیت: 6 کی تفسیر نمبر 8 میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اس طرح ایک مسلمان کے پاس متعلقہ موضوع کے مکمل دلائل آ جائیں گے۔ جب وہ تمام دلائل پر غور و تدبر کر لےتو پھر میں اسے دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے شہر کے بڑے چرچ کے کسی پادری کے پاس جائے اور اس کے ساتھ یہ تمام دلائل بیان کرے۔ اگر وہ آپ کو مطمئن نہ کر سکے تو آپ ہر گز اپنا دین نہ چھوڑیں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ کام کرنے والے لوگ انتہائی کم ہیں اور وہ صرف وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے عقل، بہادری، کانفیڈنس اور آخرت کے حساب و کتاب کا ڈر عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان معاملات میں تحقیق کرنے کی سمجھ بوجھ اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین



میری آپ بیتی انجیل مقدّس کے متعلق

میں اپنی شعوری عمر کے شروع میں ملحدانہ نظریات رکھنے والا شخص تھا اور اگر کبھی یہ زمین، سورج اور آسمان وغیرہ میرے اندر موجود ملحدانہ سوچ کی نفی کرتے بھی تو ادیان کے اندر موجود وہ اقوال و افعال جنھیں عقل تسلیم کرنے کو کبھی تیار نہ ہوتی وہ میرے سامنے کھڑے ہو جاتے اور مجھے واپس ملحدانہ نظریات کی طرف پلٹنے پر مجبور کر دیتے۔ البتہ یہ بحث مختلف مراحل سے گزرتی ہوئی اس وقت اپنے اختتام کو پہنچی جس سائنس نے بے حد وسیع کائنات کو انسان کے سامنے علمی اور عقلی دلائل سے پیش کیا۔ ملحدانہ سوچ ختم ہونے کے بعد میں مختلف ادیان کی طرف متوجہ ہوا۔ تھوڑی سی غور وفکر کے بعد میری عقل نے مجھے کہا کہ آخرت کی کامیابی صرف دو ادیان میں سے کسی ایک میں ہی ممکن ہے۔ ان ادیان میں ایک دن اسلام تھا اور دوسرا تھا عیسائی دین۔ اگرچہ میں مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا تھا لیکن کچھ مخصوص وجوہات کی بنا پر میں نے عیسائیت کی طرف رغبت اختیار کی۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ میں نے انسانوں کی سب سے زیادہ تعداد کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت کرنے والا پایا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تمام عیسائی بھی عزت کرتے ہیں اور تمام مسلمان بھی۔ اس وقت میں دین کے کسی بھی حکم پر عمل نہیں کرتے تھا۔ اس لیے یہ معاملہ ایک خیال اور سوچ سے آگے نہ بڑھ سکا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مجھے عمل کی توفیق دی تو میں نے دین اسلام کا کچھ حد تک علم حاصل کیا۔ اس علم نے مجھے دوبارہ دین اسلام ہی کا انتخاب کرنے اور اسی پر قائم رہنے کی

رغبت دلائی۔ اب میں نے مطمئن ہو کر دین اسلام کی پیروی کرنا شروع کر دی۔ دین اسلام میں بہت سے فرقے تھے اور دینی تعلیمات کے مطابق درست فرقے کے بغیر قیامت کے دن کامیاب ہونا بہت مشکل تھا تو میں نے اپنی آخرت کی فکر کرتے ہوئے ان فرقوں پر تحقیق کا فیصلہ کیا۔ اس تحقیق کے مجھے تین بڑے فائدے ہوئے جو کہ درج ذیل ہیں:

① پہلے میں سمجھتا تھا کہ دینی معاملات کی تحقیق ایک انتہائی مشکل کام ہے اور اس کے لیے علم اور طویل مدت کے لیے سخت محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن میرے یہ تمام خیالات غلط ثابت ہوئے۔ تحقیق کے لیے صرف اللہ کے خوف اور توجہ طلب تھوڑی سی محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ تحقیق کے اس تجربے سے میرے اندر اعتماد کا اضافہ ہوا۔

② اس تحقیق سے میرے پاس دین اسلام کا بنیادی اور انتہائی ضروری علم آ گیا۔ جو کہ تحقیق کے علاوہ اور کسی طریقے سے نہیں آ سکتا تھا۔

③ تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ اب تک میں جس فرقے کے مطابق عمل کر رہا تھا وہ فرقہ غلط تھا۔ اس لیے میں نے اسے چھوڑ کر درست فرقے کا انتخاب کر لیا۔

تحقیق کے اس تجربے سے میرے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ جس طرح میرا فرقہ درست ثابت نہ ہوا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ میرا دین بھی ٹھیک نہ ہو، اس شک نے مجھے ادیان کی تحقیق کی طرف رغبت دلائی اور میں نے عیسائی اور دین اسلام پر تحقیق کا فیصلہ کیا۔ دین اسلام کا تو میرے پاس کچھ حد تک علم موجود تھا لیکن عیسائیت کا نہیں۔ لہٰذا مجھے عیسائیت کا ایسا علم چاہیے تھا جو کہ میں عیسائی دین کی معتبر کتابوں سے خود حاصل کرتا۔ میں نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ مجھے عیسائیوں کی معتبر کتابیں چاہئیں۔ اس نے مجھے کہا کہ میں کچھ دنوں تک لا دوں گا، کچھ دنوں بعد جب

وہ آیا تو اس کے ہاتھ میں کلام مقدس یعنی بائبل تھی۔ میں نے جب بائبل کو پکڑا تو خوف کی وجہ سے میرا ہاتھ کانپنا شروع ہو گیا۔ میرے اندر خوف آنے کی دو وجوہات تھیں: ایک تو یہ کہ میں نے سوچا کہ یہ نہ ہو کہ یہ کتاب مجھے دین اسلام سے بھی دور کر دے اور مجھے عیسائیت پر بھی مطمئن نہ کر سکے اور اس طرح میں دوبارہ ملحدانہ گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں اور دوسرا خوف میرے اندر اس وقت پیدا ہوا جب میرے ایک ذہن کے میرے دوسرے ذہن کے ساتھ سوال و جواب ہوئے۔ وہ سوال و جواب درج ذیل تھے:

پہلا ذہن: اگر بائبل نے تم کو دین اسلام کی نسبت زیادہ مطمئن کر دیا تو کیا تم دین اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کو قبول کر لو گے؟

دوسرا ذہن: نہیں میں عیسائی کبھی نہ ہوں گا خواہ یہ دین مجھے مکمل طور پر مطمئن بھی کر دے۔

پہلا ذہن: اگر تم حقیقت کو قبول کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہو تو پھر اس تحقیق پر اپنا وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

دوسرا ذہن: تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گیا اور سوچنے لگا پھر اس نے کانفیڈنس کے ساتھ یہ فیصلہ کیا۔

ہاں! اگر آخرت کی کامیابی عیسائی دین میں ہوئی تو میں اسے قبول کرنے میں ذرا بھی تردد نہ کروں گا۔ کیونکہ وہ ایک انمول اور لامحدود زندگی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آگ میں جلنے جیسے بُرے عذاب سے بچت۔

پہلا ذہن: عیسائیت قبول کرنے کا انجام جانتے ہو؟ سب گھر والے، رشتے دار اور دوست تم سے نفرت کرنے لگیں گے۔ وراثت سے کچھ نہ ملے گا۔ گلی محلّہ چھوڑ کر کسی دوسرے شہر میں گمنامی کی زندگی گزارنی پڑے گی۔ بیماری، پریشانی اور دکھ تکلیف کو تمام عمر اکیلے ہی برداشت کرنا ہو گا۔

دوسرا ذہن: اگر عیسائیت قبول کرنے میں آخرت کی کامیابی ممکن ہو جائے تو یہ تھوڑی سی دنیاوی زندگی بغیر کسی سہولت کے میں دکھ اور پریشانیوں کے ساتھ بھی گزارلوں گا۔

اس کے بعد میں نے خود اعتمادی کے ساتھ بائبل کو پکڑا اور اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔ کلام مقدس کی باقی کتابوں کو تو میں نے بہت غور سے نہ پڑھا، البتہ انجیل مقدس کو میں نے تفصیل سے پڑھا، ایک بھی لفظ چھوڑے بغیر مکمل پڑھا اور غور سے پڑھا۔ انجیل پڑھنے کا مجھے بہت مزہ آیا۔ اس لیے میں نے اسے کئی بار پڑھا۔ حالانکہ علمی ضرورت کی حد تک تو انجیل مقدس کو ایک بار پڑھ لینا ہی کافی تھا۔ انجیل کی آیات اور تماثیل میں جو لذت اور مزہ ہے اس کا کچھ قلیل سا حصہ آپ کو بھی مل چکا ہے ان آیات اور تماثیل کی صورت میں جو میں پیچھے بیان کر چکا ہوں۔ لیکن انجیل مقدس سے مکمل لذت حاصل کرنے کے لیے قارئین کو اناجیل اربعہ کا خود بغور مطالعہ کرنا ہوگا۔

جب تک میں نے انجیل نہیں پڑھی تھی تو میں قرآن کے متعلق یہ کہا کرتا تھا کہ یہ کتاب بہت اعلیٰ ہے اسے کوئی انسان تصنیف نہیں کر سکتا۔ لیکن اناجیل اربعہ پڑھنے کے بعد میرے دونوں ذہنوں کے درمیان درج ذیل جملوں کا مکالمہ ہوا:

پہلا ذہن: اب تم نے انجیل اور قرآن دونوں کو پڑھ لیا ہے۔ اب بتاؤ کہ قرآن پڑھنے کا زیادہ مزہ آتا ہے یا انجیل پڑھنے کا؟

دوسرا ذہن: انجیل پڑھنے کا زیادہ مزہ آتا ہے۔

پہلا ذہن: تم قرآن کو کلام اللہ مانتے ہو اب بتاؤ کہ تم کس لحاظ سے قرآن کو انجیل پر ترجیح دیتے ہو؟

تقریباً ایک منٹ تک میرا دوسرا ذہن اس سوال کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ لیکن پھر اس نے یہ جواب دیا۔

دوسرا ذہن: آپ ایک طرف پوری انجیل رکھ دیں اور دوسری طرف قرآن کی کوئی بھی ایسی مکمل سورت لیں جو کم از کم تین صفحات کی ہو۔قرآن کی یہ چھوٹی سی سورت اپنے پیغام کے لحاظ سے زیادہ جامع ثابت ہو گی انجیل مقدس سے۔ اس ایک سورت میں درج ذیل تمام چیزوں کا ذکر مل جائے گا:

① توحید۔ ② قیامت کی ہولناکیاں۔

③ جہنم اور جنت کا ذکر۔

④ اللہ تعالیٰ کے وہ احکام جنھیں دنیا میں کرنا ہے۔

⑤ اللہ تعالیٰ کی حمد۔ ⑥ انسان کو سمجھانے کے لیے کوئی تمثیل۔

⑦ کسی بُرے کام کی ممانعت۔ ⑧ پچھلی اقوام میں سے کسی کا ذکر۔

⑨ دنیا سے بے رغبتی کی تعلیم۔ ⑩ کوئی علمی یا عقلی بات۔

⑪ قرآن میں شاعرانہ اسلوب ہونے کی وجہ سے عربی میں پڑھنے کی لذت۔

یہ باتیں ذہن میں آنے کے بعد میرے دوسرے ذہن کا جواب تھا کہ قرآن زیادہ جامع اور بہتر ہے انجیل سے۔

پھر اسی طرح وقت گزرتا رہا اور میرے دونوں ذہنوں کے درمیان اس قسم کی بحث ہوجاتی۔ ایک بار پھر میرے پہلے اور دوسرے ذہن کے درمیان درج ذیل سوال و جواب ہوئے:

پہلا ذہن: اگر صرف تماثیل کی بات کی جائے تو وہ قرآن کی زیادہ خوبصورت ہیں یا انجیل کی؟

دوسرا ذہن: تماثیل تو انجیل کی ہی زیادہ خوبصورت ہیں اور شاید اسی لیے محمد ﷺ کی یہ حدیث بھی ہے کہ (اے مسلمانو!) تم اہلِ کتاب کی تماثیل سے فائدہ اٹھا لیا کرو۔ (الحدیث)

عام لوگوں کی حد تک تو یہی جواب ہے لیکن جو لوگ قرآن اور اس کی تماثیل کو عربی گرائمر کے ساتھ سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ اس سوال کا جواب متضاد دے سکتے ہیں۔ البتہ جہاں تک احادیث کا معاملہ ہے تو اس کی صورتِ حال یہ ہے کہ اگر احادیث کی کل تعداد دس ہزار ہو تو اس میں ایک سو تماثیل ایسی ہوں گی جو اناجیل کی طرح ہی انتہائی خوبصورت ہوں گی، لیکن یہ صورتِ حال صرف اور صرف اسی عالم پر واضح ہو گی جس نے تمام کتبِ احادیث کا مطالعہ کر رکھا ہو اور ایسا علما کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہی ہے یا اس سے بھی کم۔

وقت اسی طرح گزرتا رہا کہ ایک دن میرے ایک دوست نے مجھے الحاد کے حق اور ادیان کے باطل ہونے پر دلائل دینا شروع کر دیئے۔ میرا وہ دوست علمی اور عقلی لحاظ سے بہت تیز تھا۔ وہ دلائل دیتا رہا اور میں خاموشی سے سنتا رہا۔ جب وہ اپنی بات مکمل کر کے خاموش ہو گیا اور جواب کے لیے میری طرف دیکھنے لگا تو میں نے اس کے تمام دلائل کو ایک طرف رکھتے ہوئے اس سے سوال کیا کہ کیا آپ نے انجیل پڑھی ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں! میں نے پڑھی ہے۔ میں نے اس سے دوسرا سوال کیا کہ آپ کی عقل کیا کہتی ہے کہ انجیل جیسا کلام کوئی انسان تصنیف کر سکتا ہے یا ایسے کلام کو صرف اللہ تعالیٰ ہی تخلیق کر سکتا ہے؟ میرا یہ سوال سن کر وہ کچھ سیکنڈ کے خاموش ہو گیا، پھر اس نے ایک گہرا سانس لینے کے بعد کہا: نہیں ایسے کلام کو کوئی بھی انسان تصنیف نہیں کر سکتا۔ یہ کلام صرف اور صرف اللہ تعالی ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ اس طرح اس نے انجیل مقدس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہونے کا اقرار کر لیا۔

پھر کچھ سالوں بعد میں نے یہ کتاب یعنی ''انجیل مقدس کی خوبیاں'' لکھنے کا فیصلہ کیا، تاکہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان نفرت کو کم اور علم کا اضافہ کیا جا سکے۔ اس مقصد کے لیے مجھے تمام اناجیل کا دوبارہ مطالعہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اسی

دوران مجھے ایک متنازع انجیل برنباس سے بھی کچھ دلچسپی پیدا ہوئی اور اس دلچسپی کی بڑی وجہ اس کا متنازع ہونا ہی تھا۔ اس انجیل کے متعلق دو آراء ہیں۔ ایک یہ کہ یہ انجیل کسی مسلمان نے خود تصنیف کر کے مارکیٹ میں بھیجی ہے اور دوسری یہ کہ یہ بھی دوسری اناجیل کی طرح ایک انجیل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ اگرچہ اس معاملے میں دونوں گروہوں کے پاس کچھ نہ کچھ دلائل ہوں گے۔ البتہ اس معاملے میں میرے دونوں ذہنوں کے درمیان جو سوال و جواب ہوئے وہ یہ تھے:

پہلا ذہن: اللہ اور انسان کے کلام میں کتنا فرق ہوتا ہے؟

دوسرا ذہن: زمین و آسمان سے بھی زیادہ فرق ہوتا ہے۔

پہلا ذہن: اگر اتنا زیادہ فرق ہوتا ہے تو انجیل برنباس پڑھنے والا قاری خود ہی بہت آسانی سے یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے یا کسی انسان کا اور اس معاملے میں اسے کسی بھی گروہ کے دلائل جاننے کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ تھی میری آپ بیتی انجیل مقدّس کے متعلق۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ اپنے درست رستے کی ہدایت کو ان لوگوں کے لیے ہی رکھا ہے کہ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور آخرت کے حساب و کتاب کا خوف ہوتا ہے اور ہدایت حاصل کرنے کے لیے دنیاوی خوف اور لالچ کو چھوڑ کر علمی اور عملی مشقت کرتے ہیں۔ البتہ ہمیں دعا تمام بنی آدم کے لیے ہی کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام انسانوں کو ہدایتِ کامل عطا فرمائے۔ آمین



انجیل مقدّس کی خوبیاں

انجیل مقدس کی مکمل خوبیاں بیان کرنا کسی انسان کے بس کی بات ہی نہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص ثواب اور تبلیغ کی نیت سے یہ کام کرے تو یہ اچھی بات ہے۔ انجیل میں پائے جانے والی خوبیاں تو بہت زیادہ ہیں، لیکن میں اپنی کم علمی اور کم عقلی کے باعث بہت ہی کم تحریر کر سکا ہوں۔ انجیل کی خوبیاں درج ذیل ہیں:

① اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ہونے میں شک کرتا ہو تو وہ انجیل مقدس کا مطالعہ کرے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کے ہونے کی ایک بڑی دلیل ہے۔

② اناجیل اربعہ میں جو تماثیل بیان ہوئی ہیں جو بھی شخص ان پر غور و فکر کرے اس کی عقل میں بہت اضافہ ہو گا۔

③ انجیل پڑھنے سے دنیاوی پریشانیوں میں کمی اور زندگی میں سکون پیدا ہوتا ہے۔

④ انجیل پڑھنے سے انسان کی رحم دلی میں اضافہ ہوتا ہے۔

⑤ موت ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے خوف سے کوئی انسان نہیں بچ سکتا، لیکن جو شخص گناہوں سے بچ کر نیک عمل کرتا ہو اگر وہ انجیل پڑھے گا تو موت سے بے خوف ہو جائے گا۔

⑥ انجیل پڑھنے والا لالچ اور معاش کی فکر سے آزاد ہو جاتا ہے۔

⑦ انجیل پڑھتے وقت انسان کو ایک خاص لذت محسوس ہوتی ہے۔

⑧ انجیل پڑھنے سے علم میں اضافہ ہوتا ہے لیکن اگر پڑھنے والا غور و تدبر سے پڑھے۔

⑨ بغور انجیل پڑھنے سے انسان آخرت کے حساب و کتاب کا خوف اور اس کی فکر لاحق ہوتی ہے۔

⑩ انجیل پڑھنے والے عالم کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور یہاں عالم سے میری مراد دین کا علم اور اللہ کا خوف رکھنے والا شخص مراد ہے۔



حرفِ آخر

اس دنیا میں دو ادیان جو آپس میں سب سے قریب ہیں وہ عیسائی اور اسلام ہیں اور ان سمیت جو سب ادیان کا دشمن ہے وہ الحاد ہے، یعنی اللہ کو نہ ماننے والے۔ اور الحاد اپنے آپ کو منوانے کے تو زیادہ مضبوط دلائل نہیں رکھتا، بلکہ ادیان میں عقلی دلائل کے ساتھ شبہات پیدا کر کے اپنے آپ کو زیادہ مضبوط کرتا ہے۔ الحاد والوں کے دلائل عام آدمی کے لیے تو انتہائی پُر اثر اور دل نشین ہوتے ہیں، لیکن اگر اس کے سامنے یونیورسٹی سے فارغ ہونے والا کوئی مذہبی اسکالر بیٹھا ہو تو الحاد دلائل کے لحاظ سے سب سے کمزور ثابت ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر الحاد والوں سے کسی بھی چیز کے متعلق پوچھا جائے کہ وہ کہاں سے آئی؟ پھر اس کے جواب میں جواب کے متعلق بھی یہی کہا جائے کہ وہ کہاں سے آئی تو اخیر بنیاد پر جا کے الحاد ختم ہو جائے گا اور اسی طرح کے اور بھی سوالات ہیں کہ جن کی اگر بنیاد تک پہنچا جائے تو الحاد کو بھاگنے کا راستہ بھی نہیں ملتا، مثلاً: دنیا اور کائنات میں جو کام قدرتی طور پر ہو رہے ہیں وہ کیوں ہو رہے ہیں؟ یا یہ کہ فلاں چیز کس وجہ سے کام کرتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں الحاد جیسے کفر سے بچتے ہوئے درست راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



① میں دنیا میں عدالت کے لیے آیا ہوں، تاکہ جو نہیں دیکھتے وہ دیکھیں اور جو دیکھتے ہیں وہ اندھے ہو جائیں۔

② جو چیز منہ میں جاتی ہے وہ آدمی کو ناپاک نہیں کرتی مگر جو منہ سے نکلتی ہے وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہے۔

③ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو! تم پر افسوس کہ ایک مرید کرنے کے لیے تری اور خشکی کا دورہ کرتے ہو اور جب وہ مرید ہو جاتا ہے تو اسے اپنے سے دوگنا جہنم کا فرزند بنا دیتے ہو۔

④ جو مجھے اے خداوند! اے خداوند! کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگا مگر وہی جو میرے باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔

⑤ میرے عزیزو! ان سے مت ڈرنا جو صرف جسم کا قتل کرتے ہیں اور مزید نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ میں تم کو بتاؤں کہ کس سے ڈرنا ہے۔ اللہ سے ڈرو، جو تمھیں ہلاک کرنے کے بعد جہنم میں پھینکنے کا اختیار بھی رکھتا ہے۔ جی ہاں! اسی سے خوف کھاؤ۔